تفسیر وسیلہ

مولانا محمد بشیر اللہ اعظمی

محمد صدیق کرنائی
سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

Scanned with OKEN Scanner

تفسیر وسیلہ

مولانا محمد بشیر اللہ اعظمی

محمد صدیق کرنائی

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

طبع اول ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنادیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کردیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے سے انحراف کررہا ہے خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہوکر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف جناب مولانا محمد بشیر اللہ صاحب اعظمی مفتی مدرسہ محمدیہ آسنسول مدظلہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ہم لوگ بخیریت ہیں اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتے ہیں گزارش یہ ہے کہ بریلوی پارٹی کے ایک جلسہ میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک مولوی صاحب نے لکچر دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہابی وسیلہ کے قائل نہیں ہیں وہ بزرگوں کو نہیں مانتے، قرآن قرآن لگائے رہتے ہیں لیکن اس کو بھی نہیں مانتے سنو قرآن میں ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا	اے ایمان والو مدد مانگتے رہو صبر
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ - ۱۹)	اور نماز سے۔

بولو! صبر اور نماز غیر اللہ ہیں یا نہیں، ایک آواز آئی ضرور ہیں تب مولوی صاحب نے کہا جب صبر اور نماز سے مدد مانگنا جائز ہے تو بھلا اولیاء، بزرگان دین سے مدد مانگنا اور ان کو وسیلہ بنانا کیوں نہیں جائز ہوگا؟

سنو! یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ کوٹھی اور بلڈنگ پر جانے کے لیے زینہ اور سیڑھی کا ہونا ضروری ہے۔ ایک جاہل بھی جانتا ہے کہ کلکٹر سے ملنے کے لیے پہلے اس کے چپراسی سے ملنا ہوتا ہے پھر ڈپٹی سے تب کلکٹر صاحب سے ملاقات ہوتی ہے اسی طرح کچھوچھہ شریف سے حضرت نظام الدین اولیاء کی سرکار میں وہاں سے خواجہ غریب نواز کے دربار میں وہاں سے

غوث پاک کے روضہ پر پیشی ہو گی۔ پھر گنبد خضرا پر تب خدا کا قرب حاصل ہو گا۔ سنو! بغیر بزرگوں کے ہمارا چھٹکارا نہیں ہو سکتا اس لئے ہم لوگ بزرگوں کا دامن نہیں چھوڑیں گے اس پر خوب الٹا پلٹا نعرہ لگنے لگا۔ نعرہ تکبیر یا رسول اللہ نعرہ رسالت اللہ اکبر یا غوث یا خواجہ وغیرہ خیر وہاں کی تقریروں سے بعض دوستوں کو کچھ تردد ہے۔ لہٰذا آپ سے مندرجہ ذیل سوالات ہیں۔ امید ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے تفصیلی جوابات لکھ کر مطمئن فرمائیں گے اور تائید میں دوسری کتابوں کے حوالے بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

سوال ۱/ وسیلہ کی صحیح تعریف و تفسیر کیا ہے؟ ۲/ کیا مندرجہ ذیل طریقوں سے دعا مانگنی جائز ہے؟ یا اللہ بحرمت نبی علیہ السلام ہماری بگڑی بنا دے۔ یا اللہ بطفیل عبدالقادر جیلانیؒ ہماری حاجت پوری کر دے یا اللہ بصدقہ خواجہ معین الدین چشتی ہماری روزی بحال کر دے ۳/ زندہ بزرگوں کا توسل جائز ہے یا نہیں؟ ۴/ کیا خدا اور بندوں کے درمیان مرحوم پیروں کا وسیلہ جائز ہے؟ ۵/ کیا مزار میں مدفون بزرگ زندوں کی پکاروں کو سنتے اور جواب دیتے ہیں؟ ۶/ یہ زینہ دار وسیلہ ہندوستان میں کہاں سے آیا؟ ۷/ کیا وسیلہ کے سلسلہ میں بزرگوں اور پیروں کی مثال رشوت خور چپراسیوں اور گھوس خور کلکٹروں کے ساتھ دینا اور کاٹھ بانس کی سیڑھیوں اور اینٹ پتھر کے زینوں کے ساتھ بیان کرنا مناسب ہے؟

سائل کمترین محمد امین ڈابھا کینڈ

پوسٹ سندری، وایا کرماٹانڑ، ضلع دمکا (بہار)

۱۵/ اکتوبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے !

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لیے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ پر اپنا آخری کلام قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں یہ اصل زرین مرقوم ہے :

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران۔ ع ۱۱)

لوگو! اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوط تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

افسوس کہ مفاد پرست مولویوں اور شکم پرور پیروں نے اس کے خلاف تباہ کن رول "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے پیش نظر بہ کثرت غیر اختلافی مسائل کو اختلافی مسائل بنا دیا انھیں میں سے ایک مسئلہ وسیلہ بھی ہے جو اہلِ اسلام کا متفقہ عقیدہ تھا کہ آخرت کی نجات کے لئے وسیلہ (نیک عمل) سب سے ضروری ہے مگر مزار پرستوں نے اس میں توسل بالموتیٰ کی فضول بحث کو چھیڑ کر مسلمانوں میں فساد برپا کر دیا اور پھر مزے سے اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔

بعض احباب بڑی سادگی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ اختلاف علماء نے تو ہمیں حیران

کر دیا بھلا کس عالم کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں تو یہ ان کی دینی لاعلمی ہے قرآن کریم میں یہ سنہرا دستور موجود ہے :

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء۔ع ۸)

اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو اللہ و رسول کی طرف لوٹا دو

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفٰے برجان مسلم داشتن

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ زیر نظر رسالہ کو از اوّل تا آخر بغور ملاحظہ فرمائیں تاکہ حصول فوائد کے ساتھ رفع اختلاف بھی ہو صرف ادھر ادھر کی چند سطروں کو پڑھ کر کوئی رائے قائم کرنی غلط بلکہ ناانصافی ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آمین

محمد بشیر اللہ اعظمی
۱۸ر دسمبر ۱۹۷۸ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ مقصد اسلام دنیا میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا اور خدا بندوں کے درمیان خاص ربط قائم کرنا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ۔ع ۷)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور نیک عمل سے اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان توڑ کوشش کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

دیکھئے خداوند قدوس نے اس آیت مقدسہ میں ایمان داروں کو خطاب فرماتے ہوئے تین حکمت بھری باتوں کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے ایمان کی تصریح کرنی مناسب ہوئی۔

ایمان کی تعریف

ایمان کے لغوی معنی تصدیق کے ہیں اور شرعی معنی اللہ ورسول کی دل سے تصدیق زبان سے اقرار اور اسی کے مطابق عمل کرنے کے ہیں۔ اس کی دو قسمیں

ہیں پہلی اجمالی اور وہ کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دوسری ایمان تفصیلی ہے جو تفصیل طلب ہے لیکن ان میں سے چھ باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱ اللہ ایک ہے اور اپنی ذات وصفات میں پاک و بے عیب ہے۔

۲ تمام پیغمبروں پر ایمان لانا کہ وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں جو دنیا میں احکام الٰہی پہونچانے کے لئے آئے تھے۔

۳ تمام فرشتوں پر ایمان لانا کہ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں، نور سے پیدا ہوئے مرد ہیں نہ عورت نہ کھاتے ہیں نہ پیتے۔

۴ قیامت پر ایمان لانا کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ اس روز اللہ تعالےٰ تمام چیزوں کو فنا کر کے پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور سب سے حساب لے کر اچھوں کو اچھا اور بروں کو برا بدلہ دے گا۔

۵ تمام کتابوں پر ایمان لانا جو اس نے اپنے رسولوں پر اتاری ہیں۔

۶ تقدیر کے بھلے برے پر ایمان لانا کہ تمام رنج و راحت اور بھلائی و برائی اللہ ہی کے طرف سے ہے (پہلا حکم تقوٰی ہے) جس کے معنی بچنے کے ہیں اور متقی خطاؤں سے بچنے والا یعنی چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کا نام تقوٰی ہے وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا فَهُوَ التُّقٰى

کہ ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے بچو یہی تقوٰی ہے۔

وَصُنْعٌ كَمَاشٍ فَوْقَ اَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى

ایسے رہو جیسے کانٹے دار راہ پر چلنے والا کانٹوں سے بچتا ہے۔

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً ∴ اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى (غنیہ)

چھوٹے گناہوں کو بھی ہلکا نہ جانو۔ دیکھو پہاڑ کنکروں ہی سے بنے ہوئے ہیں۔

اصل تقویٰ مشتبہ چیزوں سے رکنا ہے جیسا کہ فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ (ترمذی)

شک والی چیزوں کو چھوڑ کر یقین والی چیزوں کو لو۔

تقویٰ کو تمام چیزوں پر فضیلت حاصل ہے چنانچہ وصیت ربانی ہے:۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ط (النساء۔ ع ۱۹)

بے شک ہم نے ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تم لوگوں کو بھی یہی وصیت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

ایک جگہ یوں ارشاد ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط (الحجرات۔ ع ۲)

اللہ کے نزدیک تم میں سب سے شریف وہ ہے جو زیادہ پارسا ہے۔

فرمان نبوی ہے:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ اِلَّا بِالتَّقْوٰى (حدیث)

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ سے

حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوموں نے جھٹلایا اور ستایا تو سب نے اپنی

نبوت ورسالت کے ساتھ ساتھ تقویٰ وطاعت ہی پر خطاب فرمایا۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ (الشعرا-ع ۱۰)

سنو میں تمہارا امانت دار رسول ہوں پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

ارشاد باری ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (توبہ-ع ۱۱)

کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے

یہ بات روشن ہوگئی کہ تقویٰ وطہارت بہترین وسیلۂ نجات وکفارۂ سیئات ہیں اور اس کا ذکر قبل از وسیلہ ہونا اس پر دال ہے۔

دوسرا حکم تلاش وسیلہ

ظاہر ہے کہ اردو زبان میں عربی الفاظ بکثرت بولے جاتے ہیں جن کے معنی نہ جاننے کی وجہ سے اکثر لکھے پڑھے لوگ بھی غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے پہلے لفظی وضاحت کی جاتی ہے۔

وسیلہ کے لغوی معنی

قرب تقرب اور رغبت کے ہیں جن کے ذریعہ قرب الٰہی اور مقصود تک رسائی ہو یا وہ شئی جس سے مطلوب ہاتھ آئے یا وہ کار خیر جس کے ذریعہ سے کسی کی نزدیکی حاصل ہو۔ تَوَسُّل ذریعہ پیدا کرنا وَسَّلَ اس نے رغبت کی وَاسِلٌ خدا کی طرف مائل ہونے والا اسی سے وَاسِلَہ ہے شاہوں کے آس پاس کا درجہ اور وسیلہ کی جمع وسائل آتی ہے (قاموس وغیرہ)

وسیلہ کے شرعی معنی

وہ اسوۂ حسنہ ہیں جن کے ذریعہ قرب الٰہی اور منزل مقصود تک رسائی ہو یا یہ کہ اعمال صالحہ کو ریا و نمود سے احوال کو کبر و غرور سے اور اپنے آپ کو دنیا کے مکر و فریب سے بچانے کے ہیں۔

متصوفین نے اس سلسلہ میں تین آیتوں کا انتخاب کیا ہے۔ عالموں نے اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی روشنی میں دلائل و مکاشفے کو۔ عارفوں نے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کی ضیا میں وسائل و معائنے کو اور عابدوں نے وَالَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا کی شعاع میں فضائل و معاملے کو وسیلہ ٹھہرایا ہے۔ (تفسیر)

وسیلہ کے خاص معنی

وہ یہ ہے کہ اذان کے بعد والی دعا میں جو لفظ وسیلہ ہے اس کے معنی جنت میں یا عرش کے پاس ایک اعلیٰ مقام کے ہیں جو مخصوص ہے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسلم) اور فرمان نبوی ہے۔

اَلْوَسِیْلَۃُ دَرَجَۃٌ عِنْدَ اللّٰہِ لَیْسَ فَوْقَھَا دَرَجَۃٌ (مسند احمد)

وسیلہ اللہ کے پاس ایک ایسا برتر مقام ہے کہ اس کے بعد کوئی درجہ نہیں۔

آپؐ نے فرمایا دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر بلائے تاکہ اس کا قرب حاصل ہو اور فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری)

اے اللہ اس پوری اذان اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور درجہ رفیعہ عطا کر اور مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے آپؐ سے وعدہ فرمایا ہے تو اس کے لئے واجب ہو گئی قیامت کے دن میری شفاعت۔

اس دعا میں اگر وسیلہ کو مصدر مانا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ اے خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجہ وسیلہ عطا فرما جو مقام محمود کے حصول کا ذریعہ ہو اور اگر اس کے صفتی معنی (مَا يَتَوَسَّلُ بِهٖ) مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ اے اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خاص صفت عطا فرما جو مقام محمود کے ملنے کا سبب ہو لیکن وسیلہ کے ساتھ جو فضیلت مطلوب ہے اس سے دونوں جگہ صفتی ہی معنی ظاہر ہے پس وسیلہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خاص وصف ہے جس کے باعث آپؐ مقام محمود پر جلوہ گر ہو کر شفاعت کبریٰ فرمائیں گے (خدا ہمیں بھی آپؐ کی شفاعت نصیب فرمائے) آمین

معلوم ہوا کہ لفظ وسیلہ عام ہے کئی معنوں پر بولا جاتا ہے اور ان کی کئی قسمیں ہیں جن کا جاننا ضروری ہے تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔

وسیلہ کی دو قسمیں

پہلی قسم وسیلہ کونیہ اور دوسری قسم غیر کونیہ وسیلہ کونیہ وہ فطری اسباب ہیں جن کے سبب مقصد میں کامیابی ہوتی ہے مثلاً آنکھ دیکھنے کا۔ کان سننے کا ناک

سونگھنے کا اور منہ کھانے پینے کا وسیلہ ہے اور ہاتھ کام کاج کرنے اور پاؤں چلنے پھرنے کا ذریعہ ہے اور ان چیزوں میں مومن و کافر اور مسلم و مشرک سب برابر ہیں اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں پہلی حلال اور دوسری حرام۔ حلال وہ وسیلہ ہے جس کی اللہ نے اجازت دی ہے جیسے سچی تجارت اور صنعت و حرفت وغیرہ اور حرام وہ ہے جس کی اس نے اجازت نہیں دی جیسے جھوٹی تجارت اور سود وغیرہ اور وسیلہ غیر کونیہ خاص ہے مومن و مسلم کے لیے اس کی بھی دو قسمیں ہیں شرعی اور غیر شرعی پھر وسیلہ شرعی کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت صفات عالیہ کا وسیلہ دوسری اعمال صالحہ کا اور تیسری دعائے مسنونہ کا۔

اسی طرح وسیلہ غیر شرعی کی بھی تین ہی صورتیں ہیں پہلی کسی ذات کا وسیلہ دوسری کسی کی حرمت کا اور تیسری اللہ پر وسیلہ کی قسم کا۔ پس وسیلہ کی آٹھ صورتوں میں سے وسیلہ کونیہ کی پہلی صورت اور وسیلہ غیر کونیہ کی پہلی تینوں صورتیں جواز کی ہیں اور وسیلہ کونیہ کی دوسری صورت اور وسیلہ غیر کونیہ غیر شرعی کی تینوں صورتیں عدم جواز کی ہیں۔

اب سوال و جواب پڑھیے۔

سوال ۱:۔ وسیلہ کی صحیح تعریف و تفسیر کیا ہے؟

جواب وسیلہ شرعیہ غیر مروجہ وہ اسوۂ حسنہ ہیں جن کے ذریعہ قرب الٰہی اور مقصود تک رسائی حاصل ہو یا یہ کہ اعمال صالحہ کو ریا سے احوال کو غرور سے اور اپنے آپ کو فریب دنیا سے بچانے کے ہیں اور وسیلہ کی آٹھ صورتوں میں چار جائز اور چار ناجائز ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا اور تمام تفسیروں میں بہترین تفسیر وہ ہے کہ ایک آیت کی دوسری آیت سے ہو۔ پس آیت وسیلہ کی تفسیر بنی اسرائیل کی ان دو آیتوں سے

ہوتی ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۶)

(تفسیر القرآن لابی الوفاءؒ متوفی ۱۳۶۷ھ)

اے نبی فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تم سے کوئی نہ دکھ دور کر سکتے نہ تبدیل یہ لوگ جن پیروں کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب تک پہونچنے کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون ازروئے مرتبہ قریب تر ہو جائے اور وہ لوگ خود ہی رحمت خدا کے منتظر اور اس کے عذاب سے خائف ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب دردناک ہے۔

اے غیر اللہ کے پجاریو تم خوب انھیں پکار کر دیکھ لو نہ تو وہ تمہاری کوئی مصیبت ٹال سکتے نہ کچھ اور کام آسکتے وہ خود ہی عاجز و بے بس ہیں۔

کفار مکہ بایں خیال کہ ہم نالائق عبادت رب کے لائق نہیں ہیں جنوں اور بتوں کو پوجتے تھے اور جنوں کے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد بھی ان کی پوجا سے باز نہ آئے تو انھیں کی رسوائی کے لئے یہ آیتیں نازل ہوئیں (بخاریؒ متوفی ۳۵۶ھ)

وسیلہ مشروع کی تفسیر رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے بچ کر خدا کا قرب تلاش کرنا ہے اور یہی ارشاد حضرت مجاہد، حضرت ابووائل، حضرت حسن بن زید اور دیگر تابعین رحمہم اللہ کا بھی ہے (ابن کثیرؒ متوفی ۷۷۴ھ)

۲۔ اُطْلُبُوا الْقُرْبَةَ بِهَا يُرْضِيْهِ (طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ)

خدا کی نزدیکی اس کے پسندیدہ کاموں سے تلاش کرو۔

۳ فَالْوَسِيلَةُ هِيَ الَّتِي يَتَوَسَّلُ بِهَا إِلَى الْمَقْصُودِ فَكَانَ الْمُرَادُ فِي تَحْصِيلِهِ وَذَالِكَ بِالْعِبَادَاتِ وَالطَّاعَاتِ (رازیؒ متوفی ۶۰۶ھ)

وسیلہ وہ نیک عمل ہے جس سے مقصود تک رسائی ہو پس اس کے حصول سے مراد حاصل ہو گی اور یہ عبادتوں اور ریاضتوں سے ملتا ہے۔

۴ وَسَلَ إِلَيَّ كَذَا إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيْهِ مِنْ فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَ تَرْكِ الْمَعَاصِي

جب کوئی بوجہ اعمال صالحہ مصیبت سے بچکر کسی کی ہمسائیگی میں ہو جاتا ہے اس وقت یہ جملہ بولتے ہیں۔

۵ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ مِنَ الْاِعْتِقَادِ الصَّحِيحَةِ وَالْاَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ وَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَلَا يُتِمُّ إِلَّا بِمُجَاهِدِ النَّفْسِ

(تیسیر الرحمٰن لعلی المہائمی الشافعیؒ متوفی ۸۳۵ھ)

خدا تک پہونچنے کا وسیلہ عقائد صحیحہ، اخلاق فاضلہ، اور صالحہ سے ڈھونڈو اور یہ بڑی مشقت سے پورا ہوتا ہے۔

۶ اَلْوَسِيلَةُ هِيَ كُلُّ مَا يَتَوَسَّلُ بِهِ أَيْ يُقَرِّبُ مِنْ قَرَابَتِهِ (مدارک لعبد اللہ الحنفی المتوفی ۷۱۰ھ)

وسیلہ ہر وہ کار خیر ہے جس سے جوار خداوندی نصیب ہو۔

۷ فَالْوَسِيلَةُ قُرْبَةُ الَّتِي يَنْبَغِي اَنْ تَطْلُبَ وَبِهِ قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ (فتح القدیر للشوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ)

پس وسیلہ وہ قرب مولا ہے جس کی جستجو ضروری ہے اور یہی خیال امام ابو وائل کا بھی ہے۔

۸ اَلْوَسِيلَةُ يَعْنِي اُطْلُبُوا إِلَيْهِ

وسیلہ یعنی رب کی قربت اس کی

اَلْقُرْبَةَ بِطَاعَتِهٖ وَالْعَمَلَ بِمَا يَرْضٰى (خازن المتوفی ۷۲۵ھ)

طاعت اور اس کے پسندیدہ کاموں سے چاہو۔

۹ اَلْوَسِيْلَةُ هِيَ الْقُرْبَةُ بِطَاعَتِهٖ (جامع البیان)

وسیلہ وہی خدا تک بواسطہ بندگی پہونچنا ہے۔

۱۰ اَلْوَسِيْلَةُ فَعِيْلَةٌ مِنْ تَوَسَّلْتُ اِلَيْهِ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَيْهِ فَالْوَسِيْلَةُ قُرْبَةُ الَّتِيْ يَنْبَغِيْ اَنْ تَطْلُبَ (فتح البیان)

وسیلہ جو فعیلۃ کے وزن پر ہے تَوَسَّلْتُ اِلَيْهِ سے بنا ہے جبکہ اس کے نزدیک ہو جائے اور یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ تقاد حاصل ہو جائے پس وسیلہ وہ نزدیکی ہے جس کی جستجو ضروری ہے۔

۱۱ اَلْوَسِيْلَةُ اَيِ الْقُرْبَةُ فَعِيْلَةٌ مِنْ تَوَسَّلْتُ اِلٰى فُلَانٍ بِكَذَا اِذَا تَقَرَّبَ اِلَيْهِ (معالم التنزیل)

وسیلہ فعیلۃ کے وزن پر نزدیکی کے معنی میں ہے عرب جب کسی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو تَوَسَّلْتُ اِلٰى فُلَانٍ بولتے ہیں۔

۱۲ اُطْلُبُوْا اِلَيْهِ الْقُرْبَ بِطَاعَتِهٖ وَالْعَمَلَ بِمَا يَرْضٰى وَقِيْلَ اَلْوَسِيْلَةُ اَلْمَحَبَّةُ اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَيْكِ وَسِيْلَةٌ اَنْ يَّاْخُذُوْكِ تَكَحَّلِيْ وَتَخَضَّبِيْ (لباب التاویل)

وسیلہ جوار خدا اس کی طاعت اور اچھے کاموں کے ذریعہ چاہنا ہے اور وسیلہ کے معنی محبت بھی بتلایا گیا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے کہ اے محبوبہ لوگ تجھے وصال کے لئے لینا چاہتے ہیں لہٰذا تو سرمہ، سلائی اور رنگ حنائی سے آراستہ ہو جا۔

۱۳ وَفِي الْوَسِيْلَةِ قَوْلَانِ اَحَدُهُمَا اَنَّهَا الْقُرْبَةُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَطَاءٌ وَمُجَاهِدٌ وَالْفَرَّاءُ وَقَالَ

وسیلہ میں دو قول ہیں ایک ان میں سے قرب والا ہے جس کے قائل حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عطاء حضرت مجاہد اور

قَتَادَةُ تَقَرَّبُوْا اِلَيْهِ بِمَا يُرْضِيْهِ
قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُقَالُ تَوَسَّلْتُ
وَاَنْشَدَ لِعَنْتَرَةَ اِذَا غَفَلَ
الْوَاشُوْنَ عُدْنَا لِوَصْلِنَا فَعَادَ
التَّصَافِيْ بَيْنَنَا وَالْوَسَائِلُ
(زاد المسیر البغدادی)

امام فراء رحمہ اللہ ہیں اور حضرت قتادہ کا ارشاد ہے کہ ان کاموں سے خدا کی نزدیکی طلب کرو جن سے وہ راضی ہو حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا وہ پیش کرتے ہوئے شاعر عرب عنترہ کا شعر نقل کیا ہے کہ جب چغلخور غافل ہو جائیں گے تو ہم ملنے کا سامان کریں گے پھر ہمارے درمیان الفت و اخلاص لوٹ آئے گا اور دوسرا معنی محبت کے ہیں۔

۱۴ وَابْتَغُوْا اَیْ اُطْلُبُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ
مَا يُقَرِّبُكُمْ اِلَيْهِ بِطَاعَتِهٖ
(جلالین للشوکانی متوفی سنہ ۱۲۱۱ھ)

دیدار خداوندی کے لیے وہ عمل اپناؤ جو تم کو اس سے ملا دے۔

۱۵ فَالْوَسِيْلَةُ هِيَ الطَّاعَاتُ
وَالْوَسِيْلَةُ اَلْقُرْبُ يَعْنِيْ تَقَرُّبًا
ذَاتِيًّا بِلَا كَيْفٍ (تفسیر مظہری)

پس وسیلہ وہی بندگی ہے اور بلا کسی قید تقرب ذاتی حاصل کرنا ہے۔

وسیلہ کسی چیز کی طرف برضا و رغبت پہونچنے کے ہیں (مفردات) امام راغب نے وسیلہ سے صراط مستقیم اور اعمال صالحہ مراد لیا ہے۔ پس اسی معنی پر جملہ مفسرین کا اتفاق ہے۔

ولنعم ما قیل :- عِبَارَاتُنَا شَتّٰى وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ :- وَكُلٌّ اِلٰى ذَاكَ الْجَمَالِ يَشِيْرُ

ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا حسن (تفسیر وسیلہ) ایک ہے اور ہر ایک اسی جمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ان معتبر و مقدس تفسیروں سے بھی تشفی نہ ہو تو ذیل کی تفسیروں کی طرف رجوع فرمائیں لیکن ان میں بھی اس کے خلاف مطلب نہیں ہے۔

الکریم المنان، فتح الرحمٰن، احسن التفاسیر، ترجمان القرآن، بیان القرآن، معارف القرآن موضح القرآن، تفہیم القرآن، تفسیر حسینی، ثنائی وحیدی محمدی (خطیب الہند متوفی ۱۳۶۱ھ)

اگر ان سے بھی تسلی نہ ہو تو بِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔

تفسیر بالرائے

قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرنے کی سخت وعید وارد ہے۔

نیچے وسیلہ کی چار تفسیریں کی گئی ہیں:

۱ وسیلہ ہر اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں ۲ قرآن مجید ۳ نبی علیہ السلام ۴ اور بزرگان دین بھی وسیلہ ہیں ان کے ارشاد و فیض سے انسان حسنات کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور انھیں کے لطف و کرم سے خدا کا طالب بنتا ہے (تفسیر حقانی) اگر ۴ میں بزرگان دین سے مراد زندہ بزرگوں کی دعا، و تعلیم لی جائے نہ ذات تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اہل مزار لئے جائیں تو خدا و بندوں کے درمیان زینہ ہوگا جو شرک ہے جس کی تردید ذیل کی تفسیر سے ہو رہی ہے۔

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ الْاِسْتِعَانَةِ بِالصَّالِحِيْنَ وَجَعَلَهٗ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ الْعِبَادِ وَذَالِكَ بَعِيْدٌ عَنِ	اس آیت سے بعض لوگوں نے اولیاؒ سے مدد مانگنے کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے اور اس کو اللہ اور بندوں کے درمیان وسیلہ ٹھہرایا ہے یہ زینہ دار وسیلہ حق سے

الْحَقِّ بِمَرَاحِيْلَ (روح المعانی) کوسوں دور ہے۔

پس قبر والوں کو اپنا وسیلہ بنانا ان کا بناوٹی وظیفہ جپنا اور اس کو باعث نجات سمجھنا اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کھلی بغاوت ہے خدا اس سے بچائے (آمین)

قرب الٰہی

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یاد دلبر میں ٭ ہماری نیند ہے محو خیال یار ہو جانا

چونکہ تفسیروں میں وسیلہ کے معنی نیک کاموں سے خدا کی خوشنودی حاصل کرنا آیا ہے۔ اس لیے اس کے حصول کا بہترین طریقہ بھی ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوا اور وہ نوافل کی ادائیگی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی مروی ہے:

مَازَالَ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَلَاِنْ سَئَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادتوں سے میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے مانگتا ہے تو اس کو ضرور دونگا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دوں گا

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کثرت عبادت سے خدا کا مقبول

ہو جاتا ہے تو خدا بھی اس کے دل و دماغ اور ہاتھ پاؤں کا محافظ ہو جاتا ہے اس کو لغزشوں سے بچاتا ہے اس لئے اس کا کوئی کام خلاف شرع نہیں ہوتا۔ اسی کو صوفیا فنا فی اللہ کہتے ہیں لیکن یہاں فنا سے مراد موت نہیں بلکہ ماسوا سے بچ کر شہود حق میں پہنچنا ہے یعنی ؎

اے خبیر ایسا خبردار بنا دے مجھکو　　بے خبر سب سے رہوں تجھ سے خبردار رہوں

پس مکار پیروں کی کرامت بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اس لئے کہ وہ نوافل تو درکنار فرائض ہی کو چٹ کر جاتے ہیں۔

اخلاص اور وسیلہ

اس سلسلہ میں بخاری و مسلم کی ایک عبرت آموز حدیث ملاحظہ ہو وہ یہ ہے: پہلے زمانہ میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے بوجہ طوفان تینوں مسلمان ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اچانک اوپر سے ایک چٹان سرکی جس سے منہ بند ہو گیا (گویا تینوں زندہ درگور ہو گئے) آپس میں کہنے لگے کہ اس مصیبت عظمیٰ سے نجات کے لئے اس بات کے سوا دوسری کوئی صورت نہیں کہ ہم لوگ اپنے اپنے خالص عملوں کے وسیلہ سے دربار خداوندی میں دعا کریں شاید وہ اس چٹان کو ہٹا دے۔ پس ان میں سے ایک نے اپنا ماجرا یوں بیان کیا کہ اے اللہ میرا گذارہ بکریوں پر تھا انھیں چرا کر انھیں کے دودھ سے گھر والوں کی پرورش کرتا تھا میرے ماں باپ بوڑھے تھے اس لئے ان دونوں سے پہلے بیوی بچوں کو دودھ نہیں دیتا تھا۔ ان دونوں کو سیراب کر کے تب دوسروں کو پلاتا تھا۔

ایک دن چارہ کے لئے بہت دور جانا پڑا وہاں سے اتنی دیر میں لوٹا کہ ماں باپ سو گئے تھے۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ دوہا اور والدین کے حصہ کا دودھ لے کر ان کے پاس گیا تو وہ دونوں سو رہے تھے۔ ادب کے خیال سے انھیں جگایا نہیں اور بغیر ان کے سیراب کئے بچوں کو پلانا بھی مناسب نہیں سمجھا حالانکہ بچے بھوک کے مارے میرے قدموں پر روتے اور بلکتے رہے اور میں دودھ کا پیالہ لئے ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ جب وہ جگیں تو فوراً پیش کر دوں اسی حالت میں صبح ہو گئی۔

اللھم ان کنت فعلت ذالک	یا اللہ اگر میں نے اس کام کو
ابتغاء وجھک ففرج عنا ما	تیری رضا کے لئے کیا ہو تو پھر اس
نحن فیہ	پتھر کو ہٹا دے۔

اس نیک عمل کی برکت سے وہ چٹان اتنا سرکی کہ آسمان نظر آنے لگا دوسرے شخص نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ خدایا تو خوب جانتا ہے کہ مجھ کو چچازاد بہن سے محبت ہو گئی تھی میں اس سے اپنی آرزو پوری کرنا چاہتا تھا لیکن وہ انکار کرتی رہی ایک بار بوجہ قحط سالی مجبوراً میرے پاس آئی اور کچھ روپے قرض مانگا۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ راضی ہو جائے اور میری تمنا پوری ہو تو وہ خاموش رہی جب میں قابو میں پاکر بدی کے لئے آمادہ ہو گیا تب وہ بولی۔

یا عبد اللہ اتق اللہ	اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر

ناحق اس مہر کو نہ توڑ یہ تیرے لئے بغیر نکاح حلال نہیں باوجود اس

سے پوری محبت ہونے کے فوراً میں اس سے ہٹ گیا اور ان اشرفیوں کو بھی معاف کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ

اے اللہ اگر اس کام کو صرف تیری رضامندی کے لئے کیا ہو تو اس چٹان کو جس سے ہم بند ہیں ذرا ہٹا دے

تب وہ پتھر کچھ اور نیچے سرکا لیکن ابھی راستہ نہ ہوا۔

تیسرے کی باری آئی تو اس نے واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک دن میں نے مزدوروں کو غلہ کے بدلے میں مزدوری پر رکھا سب کی مزدوری میں نے چکا دی ایک نے اپنی اجرت نہ لی اور چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس کے غلہ کو کھیت میں بو دیا اس سے بڑی برکت ہوئی ایک عرصہ کے بعد وہ مزدور آیا اور کہا کہ میری مزدوری دیدے میں نے کہا یہ اونٹ، گائے، بیل، بکری اور چرواہے وغیرہ سب تیرے ہیں ہانک لے جا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر.... کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا سچ مچ سب تیرے ہی ہیں جب اس کو یقین ہو گیا تو سب ہانکتا ہوا لے کر چلا گیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ

اے اللہ اس کام کو میں نے خاص تیری مرضی کے واسطے کیا ہو تو اس چٹان کو جو باقی رہ گئی ہے ہٹا دے۔

اب وہ چٹان ہٹ گئی۔ راستہ ہو گیا وہ تینوں مسافر نکل کر اپنی منزل کی طرف

روانہ ہو گئے۔

اس روایت سے جہاں والدین کی بزرگی خوف خدا کی برتری اور فضل دینے کی فضیلت واضح ہے وہاں اپنی مصیبت عظمیٰ میں جس سے صورت نجات نظر نہ آئے تو اپنے خالص عملوں کو وسیلہ بنا کر دربار الٰہی میں پیش کر کے رہائی حاصل کرنے کا صاف ثبوت بھی ہے۔

ناظرین کرام یہ ہے شرعی حقیقت وسیلہ اور اس کی دینی اصلیت۔ ولنعم ماقیل

وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْكَ مُصِیْبَةٌ

وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَةُ اَعْظَمُ

اگر تو وسیلہ کی اس سچی تعریف و تفسیر سے بے خبر ہے تو یہ ایک بڑی مصیبت ہے اور اگر باخبر ہوتے ہوئے قبروں کو وسیلہ بناتا ہے تو یہ مصیبت عظمیٰ ہے۔

سوال ۲: کیا مندرجہ ذیل طریقوں سے دعا مانگنی جائز ہے؟

یا اللہ بحرمت نبی علیہ السلام میری بگڑی بنا دے۔

یا اللہ بطفیل شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہماری مشکل ہٹا دے۔

یا اللہ بصدقہ خواجہ معین الدین چشتیؒ ہماری روزی لگا دے۔

جواب

صورت مسؤلہ وسیلہ غیر شرعیہ کی دوسری قسم ہے جو ناجائز اور قبر پرستوں کی ایجاد ہے۔ اسلام میں دعائے مسنونہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اور طریقۂ دعا بھی بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حکم باری ہے:

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (المومن - ع ۲)

لوگو! اللہ کو سچے دل سے پکارو اسی کے لئے دین ہے۔

اور اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے ساتھ دعا کرنے کی تاکید وارد ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف - ع ۲۲)

اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں تم انھیں ناموں سے اس کو پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان کے کرتوت کی سزا ملے گی۔

اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى الْحُسْنٰى الَّتِيْ اُمِرْنَا بِالدُّعَاءِ بِهَا تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے وہ بہترین نام جن کے ساتھ ہمیں دعا کرنے کا حکم ہوا وہ ننانوے (ایک کم سو) ہیں جو انھیں یاد کرے گا داخل جنت ہوگا۔

جن ناموں سے خدا متصف ہے انھیں ناموں سے اس کو پکارو تاکہ اس کی توجہ سے دعا جلد قبول ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو آپ یوں دعا فرماتے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ (ترمذی)

اے ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے اللہ میں تیری رحمت کا طالب ہوں۔

معلوم ہوا کہ اکمل ترین وسیلہ بخشش حق تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ہے نہ کہ کسی

کی حرمت حق حقوق کا۔ اس لئے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ بغیر اسمائے حسنیٰ کے دعا مانگے (تاتارخانیہ)

انبیاء علیہم السّلام اور دعاء

قرآن مجید میں بڑے بڑے پیغمبروں کی دعائیں مرقوم ہیں کسی نے اپنی مصیبتوں میں خدا کے سوا کسی مخلوق کو اپنا وسیلہ نہیں بنایا اور ان کی دعائیں قبول ہوئیں چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی (الانبیاء۔ ع ۶)

خداوندا مجھے تنہا نہ چھوڑ تو تمام وارثوں میں افضل ترین وارث ہے (خدا نے فرمایا) پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور حضرت یحیٰی جیسا فرزند عطا کیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا مانگی :

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ (الانبیاء۔ ع ۶)

اے میرے رب مجھ کو تکلیف پہونچی ہے (کیڑوں نے میرا جسم چھلنی کر دیا ہے) اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرما ہے (جواب ملا کہ ہم نے اس کی دعا سنی اور بیماری سے شفا دی اولاد بخشی اور بھی اپنی رحمتوں سے نوازا یہ عابدوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے بطن ماہی میں یوں پکارا :

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط (الانبیاء۔ع۔۶)

الٰہی تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو پاک بے عیب ہے میں ہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہوں تو ہم نے اس کی فریاد سنی اور غم سے نجات دی۔

حضرت زکریاؑ نے لڑکے کی، حضرت ایوبؑ نے شفا کی، اور حضرت یونسؑ نے بطن ماہی سے رہائی کی براہ راست بغیر کسی وسیلہ کے اللہ سے دعا فرمائی جو فوراً قبول ہوئی۔ یہاں کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ نبی و رسول تھے اس لئے ان کی دعائیں بلا وسیلہ قبول ہوئیں ہم خطا کار ہیں ہماری دعائیں بغیر پیروں کے وسیلہ کے کیسے قبول ہونگی؟ یہی خیال فاسد و عقیدۂ باطل مشرکین مکہ کا بھی تھا اس لئے اللہ نے ان کی تردید فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (الانبیاء۔۶) ہم اسی طرح مومنوں کو غموں سے نجات دیتے ہیں

معلوم ہوا کہ مجرموں کی دعائیں بھی جب وہ سچے دل سے کرتے ہیں تو رد نہیں ہوتی سچ ہے ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تدبیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

علامہ اقبالؒ

سوال ۳۔ زندہ بزرگوں کا توسل حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب

زندہ بزرگوں کے توسل کی دو صورتیں ہیں ایک جائز دوسری ناجائز۔ جائز یہ کہ اپنی حاجتوں کے لئے کسی بزرگ سے دعا کرانا یا دین پر چلنے کے واسطے دینی تعلیم و تربیت حاصل کرنا چنانچہ منافقین کے بارے میں قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	تو (اے نبیؐ) آپ کی خدمت اقدس میں
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	حاضر ہوتے پھر اللہ سے توبہ کرتے اور آپ بھی ان
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا	کی مغفرت کی دعا فرماتے تو بلاشبہ وہ اللہ کو توبہ
رَّحِيْمًا ۝ (النساء ع-۹)	قبول کرنے اور رحم کرنے والا پاتے۔

اس آیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی میں دعا کرانے کا ثبوت ہے۔

دعائے نبوی کا وسیلہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپؐ نے مصلّٰی میں منبر رکھنے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم فرمایا اور آفتاب طلوع ہوتے ہی نکلے اور زیب منبر ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ خشک سالی کی شکایت کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ	تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ	جہاں کا پالنے والا ہے بڑا رحم کرنے والا نہایت
الدِّیْنِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ	مہربان ہے روز جزا کا مالک ہے اس کے سوا
مَا یُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ	کوئی معبود نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اے اللہ
اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ	تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم سب
اَنْزِلْ عَلَیْنَا وَاجْعَلْ عَلَیْنَا	محتاج ہیں ہم پر بارش برسا اور جو کچھ تو ہم پر برسائے
قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ	اسے ایک مدت کے لئے قوت و گذران کا سبب بنا۔

پھر دست بدعا ہوئے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آئی پھر رو بہ قبلہ اپنی چادر مبارک کو الٹا۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی اتنے میں اللہ نے بجلی پیدا کی جو چمکی گرجی، اور خوب برسی کہ آپؐ مسجد تک بھی نہ پہنچے کہ دھارے بہنے لگے آپؐ لوگوں کو پناہ گاہوں کی طرف بھاگتے دیکھ کر ہنس پڑے جس سے آپؐ کے دانتوں کی چمک نظر آئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طلبِ مغفرت و بارانِ رحمت کے لئے دعاء نبوی کو دربار ایزدی میں وسیلہ بناتے تھے۔ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں اور جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی بات کے قائل ہیں کہ خالق عالم کو کسی مخلوق کے واسطے کی کچھ حاجت نہیں وہ اس سے بے پرواہ ہے۔

خلافتِ فاروقی میں دُعاء کا وسیلہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب ۱۸ھ میں قحط پڑا تو پیکرِ اسلام فاروق اعظمؓ

نے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا حضرت عباس بن عبد المطلب متوفی ۳۲ھ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے اور وہاں دست بدعا ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ (بخاری)

اے اللہ بے شک ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں تیری بارگاہ میں وسیلۂ دعا بنا کر دعا کرتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا تھا اب آپ کی وفات کے بعد آپ کے چچا کو باران رحمت کے لئے وسیلہ بناتے ہیں ہمیں سیراب کر تو خوب سیراب ہوئے

حضرت عباسؓ کی دعا

آپ نے نزول بارش کی دعا فرمائی اس میں بھی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی عزت و حرمت کا وسیلہ نہیں ہے چنانچہ زید ابن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے انساب میں آپ کی دعا یوں مرقوم کی ہے:

اَللّٰھُمَّ لَمْ یَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ یُکْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَۃٍ وَقَدْ تَوَجَّہَ الْقَوْمُ بِیْ اِلَیْکَ لِمَکَانِیْ مِنْ نَبِیِّکَ ھٰذِہٖ اَیْدِیْنَا بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِیْنَا اِلَیْکَ بِالتَّوْبَۃِ فَاسْقِنَا الْغَیْثَ (فتح الباری ص ۵۴۴)

اے اللہ بلائے آسمانی نازل ہوتی ہے گناہوں کی وجہ سے اور ٹلتی ہے توبہ سے قوم نے مجھے تیری بارگاہ میں اس لئے پیش کیا ہے کہ تیرے نبی کے گھرانے سے ہوں یہ ہمارے خطا کار ہاتھ تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کی خاطر جھکی ہیں۔

تو ہمارے لئے بارش برسا۔ فوراً پہاڑوں کی طرف سے گھٹا اٹھی اور جھوم کر برسی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دعاء

آپ کے دور امارت میں قحط پڑا تو آپ نے بھی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہیں ٹھہرایا بلکہ ایک مرد صالح حضرت یزید بن الاسود کے توسل سے باران رحمت طلب کی تو بارش ہوئی۔ اسی طرح ضحاک بن قیس کے زمانۂ حکومت میں خشک سالی ہوئی تو انھوں نے بھی ایک مرد مومن ہی کو دعاء کے لئے آگے بڑھایا جب دعا کی تو خوب بارش ہوئی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مردوں کو وسیلہ بنانا جائز ہوتا تو یہ حضرات ایسے ہوش ربا قحط سالی میں ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آپ کے چچا اور دوسرے بزرگوں کی طرف ہرگز رجوع نہ فرماتے اور یہی فتوٰی حضرت امام شافعیؒ متوفی سنہ ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبلؒ متوفی سنہ ۲۴۱ھ اور دیگر ائمہ کبار رحم اللہ کا بھی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے (مرعاۃ المفاتیح)

سوال ۴: کیا خدا اور بندوں کے درمیان مرحوم پیروں کا وسیلہ ماننا جائز ہے؟

جواب

یہ بھی وسیلۂ غیر شرعی کی دوسری قسم ہے جس کے عدم جواز پر قدرے روشنی پڑ چکی ہے کہ خدا اور بندوں کے درمیان کسی کی ذات کا وسیلہ ٹھہرانا سراسر حرام اور شیوۂ جاہلیت ہے جس طرح مشرکین ہند قبروں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اسی طرح مشرکین مکہ بھی اپنی دیوی درگی

کی پوجا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بت پرستی سے روکا تو انھوں نے یہی جواب دیا تھا۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر۔ع۔۱)

ہم لوگ بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں۔

معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ خدا کی ہستی کے قائل تھے اور اسی کو اپنا خالق اور رازق سمجھتے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ پیغمبروں اور ولیوں کو خدا کی طرف سے کچھ اختیار ملے ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتے ہیں اس لئے وہ نذر و نیاز کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ اسی لئے اللہ نے اہل مکہ کو مشرک قرار دیا اور یہی خیال فاسد اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا بھی تھا اس لئے وہ بھی مشرک و ملعون گردانے گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ (بخاری)

اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

غور فرمائیے کہ اگر مردوں اور قبروں کو وسیلہ بنانا جائز ہوتا جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں تو اہل مکہ کیوں مشرک قرار پاتے؟ قرآن کریم میں اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر جا بجا پھٹکار کیوں نازل ہوتی واضح رہے کہ اسلام میں اسی عقیدۂ کفریہ سے بچانے کے لیے براہ راست دعا کا حکم صادر ہوا۔ ارشاد باری ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ

اے نبیؐ جب آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بے شبہ میں ان سے قریب ہوں جب وہ پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار

وَلْيُؤْمِنُوا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ ع-۲۳)

کو سنتا ہوں پس چاہئے کہ لوگ مجھ ہی کو پکاریں اور مجھ ہی پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

مدینہ منورہ کے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے تو بتائیے کہ ہمارا رب ہماری دعاؤں کو کیسے سنے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی (غنیہ)

ایک بار آپ نے منبر پر فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ (المومن ع-۶)

اور فرمایا کہ لوگو! تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے کتراتے ہیں وہ جلد ہی ذلیل ہو کر جہنم رسید ہوں گے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (ق ع-۲)

ہم بندہ کے رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ادھر ہمارے ہونٹ ہلے ادھر اس نے سنا پس جو لوگ ایسے رحیم و کریم خدا کو چھوڑ کر اس کے محتاج و بے بس بندوں کو اٹھتے بیٹھتے یا غوث، یا خواجہ یا پیر وغیرہ کا شرکیہ نعرہ لگاتے رہتے ہیں وہ مشرک ہیں بلا توبہ ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ سچ ہے ؎

جو درِ حق سے آشنا نہ ہوا
مثلِ سگ اس کو در بدر دیکھا

سوال ۵: کیا مزاروں میں مدفون بزرگ زندوں کی پکاروں کو سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

جواب

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

موت زندگی کے زوال کا نام ہے۔ یہ تلاشی ساکن الاوسط جس شخص پر طاری ہوگیا تو وہ خواہ غوث ہو یا قطب اس کا دنیا سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (المؤمنون ع-۶)

ان کے پیچھے (برزخ) ایک آڑ ہے جہاں دوبارہ زندہ ہونے تک وہ رہیں گے۔

اس لئے مردے زندوں کی پکاروں کو نہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید ناطق ہے:

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ۝ (البقرہ-ع-۳۵)

پس اللہ نے سو سال تک ان کو مردہ رکھا پھر زندہ کیا پوچھا کہ تو کتنی دیر رہا کہا ایک دن یا اس سے زیادہ فرمایا کہ تو سو سال تک مردہ رہا۔

حضرت عزیر علیہ السلام پورے سو سال تک مردہ پڑے رہے اس اثنا میں انسان و حیوان چلتے پھرتے رہے بجلیاں چمکی دمکتی رہیں بادل گرجتے برستے رہے مگر

عزیر علیہ السلام کو کسی بات کی خبر نہ ہوئی۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (النمل۔ع۔۶)	(اے نبیؐ) کبھی مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلدیں۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے تو دوسروں کا کیا ذکر؟۔

ایک اور ارشاد ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (احقاف ع۔۱)	اور کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو تاقیامت اس کو جواب نہ دے گا اور وہ لوگ اس کی پکار سے غافل ہیں۔

مطلب صاف ہے کہ کوئی مردوں کو قیامت تک پکارتا رہے مگر وہ اس کی آواز سن نہیں سکتے جواب دینا تو درکنار۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا	اور تم لوگ جو خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہو وہ کھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم لوگ ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکاروں کو نہیں سنیں گے اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں جواب

لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ط (الفاطر۔ ع۔ ۲)

نہیں دے سکیں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے سخت بیزار ہوں گے۔

آیات بالا نے عدم سماع موتیٰ کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا اور یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ بزرگان دین قیامت کے دن قبر پرستوں کی ان حرکتوں سے بڑی نفرت کریں گے۔

امام صاحب کا فتویٰ

حضرت امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ رحمۃ اللہ علیہ کا معروف و مشہور فتویٰ ہے کہ مردے ہرگز نہیں سنتے بغور ملاحظہ ہو:

رَأَى الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رح مَنْ يَّأْتِيْ قُبُوْرَ أَهْلِ الصَّلَاحِ فَيُسَلِّمُ وَيُخَاطِبُ وَيَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ هَلْ لَكُمْ مِنْ خَبَرٍ وَهَلْ عِنْدَكُمْ مَنْ أَتَرَانِيْ أَتَيْتُكُمْ وَنَادَيْتُكُمْ مِنْ شُهُوْرٍ وَلَيْسَ سَوَالِيْ مِنْكُمْ إِلَّا الدُّعَاءُ فَهَلْ دَرَيْتُمْ أَمْ غَفَلْتُمْ فَسَمِعَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ مُخَاطِبًا لَهُمْ فَقَالَ هَلْ أَجَابُوْكَ قَالَ لَا فَقَالَ سُحْقًا لَكَ وَتَرِبَتْ يَدَاكَ فَكَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا

امام اعظم ابو حنیفہ رح نے ایک شخص کو دیکھا کہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر سلام کر کے کہتا ہے کہ میں مہینوں سے آپ حضرات کے پاس آتا ہوں اور اتنی التجا کرتا ہوں کہ آپ حضرات میرے لئے اللہ سے دعا کریں معلوم نہیں کہ آپ حضرات کو میرے آنے اور عرض کرنے کا علم ہے یا نہیں؟ امام صاحب رح نے یہ سن کر اس سے پوچھا کہ بتاؤ ان بزرگوں نے کچھ جواب دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تف ہو تیرا اس ہو ان جسموں سے سوال کرتا ہے جنھیں جواب

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جَوَابًا وَلَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَلَا یَسْمَعُوْنَ صَوْتًا وَقَرَأَ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (جامع التفاسیر قطب الدین خاں حنفیؒ)

(غرائب فی تحقیق العذاب)

دینے کی بھی طاقت نہیں جو کسی چیز کے مالک نہیں اور کوئی آواز نہیں سنتے پھر امام صاحب نے یہ آیت پڑھی وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کہ (اے نبی) آپؐ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔

ملا علی قاریؒ کا فتویٰ

جناب ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۶ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَمَّا سَمَاعُ مَوْتٰی پس ائمہ حنفیہ متفق اند بر نفی آں چنانچہ در کتاب ایماں تصریح کردہ اند کہ میت را سماع نیست (شرح فقہ اکبر)

یعنی مردوں کے نہ سننے پر ائمہ حنفیہ کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ کتاب ایماں میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

علامہ تفتازانیؒ کا فتویٰ

آپ فرماتے ہیں:

لَا نِزَاعَ فِیْ اَنَّ الْمَیِّتَ لَا یَسْمَعُ (شرح المقاصد)

اس بات میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

واضح رہے کہ سماعِ موتیٰ کے بارے میں بجز قرع نعال کوئی حدیث نہیں اس سے بھی اس وقت سماع ثابت ہوتا ہے جب مردہ قبر میں نکیرین کے سوال و

جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے اس وقت میں مردہ مردہ نہیں بلکہ زندہ رہتا ہے۔

ازالۂ شبہ

مدینہ طیبہ کے قبرستان میں آپؐ نے رونق افروز ہو کر فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَاوَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (مشکوٰۃ)

اے قبر والو! تم پر سلام ہو حق تعالیٰ ہماری اور تم لوگوں کی مغفرت فرمائے۔ تم لوگ ہم سے پہلے آئے اور ہم پیچھے آنے والے ہیں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اس غریب روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کا ادب اور اس کی دعا کی تعلیم فرمائی ہے۔ اس سے کسی کو پکارنا اور سنانا مقصود نہیں ہے۔

عدم سماع موتیٰ پر سیر حاصل بحث کے لئے مندرجہ ذیل کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں شرح ہدایہ عینی، شرح کنز، فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مستخلص شرح کنز کفایہ شرح ہدایہ شامی کافی شروانی وغیرہ۔

سوال ۶ یہ زینہ دار وسیلہ ہندوستان کے قبر پرستوں میں کہاں سے آیا؟

جواب

لگی لپٹی نہیں میں چوٹ پر ڈنکے کی کہتا ہوں
میرے کہنے پہ کیا ہے آزمائے جس کا جی چاہے

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ ہندوؤں کے مندروں، یہودیوں کے معبدوں اور عیسائیوں کے گرجوں سے مزاریوں نے شکم پروری کے لئے حاصل کیا۔

بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے کفار مکہ روزانہ ایک بت کی پوجا کرتے تھے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بتوں سے پاک و صاف کیا مگر افسوس کہ آج ہندوستان میں دس بیس نہیں تین سو ساٹھ قبریں بت بنی ہوئی ہیں اور قبر پرست بڑی دھوم دھام سے ان کی پوجا پاٹ کرتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں حالانکہ ان میں سے بکثرت قبریں فرضی و بناوٹی ہوتی ہیں جن پر مکار پیر اور مشرک مجاور بیٹھے ہوئے بڑی خوبصورتی سے مردوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے اور عورتوں کی عصمتوں پر بٹہ لگاتے رہتے ہیں اسی کا نام وسیلہ رکھا ہے۔ (معاذ اللہ)

مشرکین مکہ اور مشرکین ہند میں فرق

برنگ آئینہ طینت ہماری صاف ہے لیکن
برائی منہ پہ کہہ دیتے ہیں اتنا عیب رکھتے ہیں

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ مشرکین عرب خدا کے قائل تھے اور اسی کو خالق و رازق مانتے تھے ساتھ ہی ساتھ وہ بتوں کو اپنے اور خدا کے درمیان سفارشی ٹھہراتے تھے اور مشرکین ہند، تعزیہ پرست اور قبر پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں ہماری عرضیوں کو خدا تک پہنچاتے ہیں لیکن ان کے نعروں پر غور کیجئے گا تو معاملہ برعکس اور وسیلہ کا زینہ الٹا نظر آئے گا یہ

چلاتے ہیں۔

یا شیخ عبد القادر — اے شیخ عبد القادر جیلانی کچھ دیجئے

شیئاً للّٰہ — خدا کے واسطے

دیکھئے یہاں اصل مطالبہ کسی چیز کا شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کو شیخ کے پاس وسیلہ ٹھہرایا گیا ہے۔

جب آپ کے مزار پر جاتے ہیں تو گھوم گھوم کر یوں شور مچاتے ہیں ؎

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
دریں دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادر

اس رباعی میں ہر قسم کی مدد اور دین دنیا کی بھلائی کا مطالبہ حضرت شیخؒ سے کیا گیا ہے اور انھیں خدائی منصب دیدیا گیا ہے مشرکین عرب مشرکین ہند قبر پرستوں سے الگ تھے۔ اس لئے کہ وہ خدا کو خدا مانتے تھے اور بتوں کو صرف اپنا سفارشی ٹھہراتے تھے اور یہ قبر پرست ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں خدا کی کتاب رکھتے ہوئے اہل مزار کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں اور ان کے دربار میں خدا کو وسیلہ لاتے ہیں پھر تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ اس کو وسیلۂ نجات کہتے ہیں سچ ہے ؎

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں
جو چاہے یار کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس لئے غیر مسلموں کا یہ کہنا بجا ہے کہ مسلمانو تم کو شرم نہیں آتی تم ہم کو مورتی پوجا سے روکتے ہو اور خود تم کاغذ کے تعزیوں اور قبروں کی چادروں کو پوجتے

اور ان سے مرادیں مانگتے ہو۔

سوال ۲: کیا ولیوں اور بزرگوں کی مثال رشوت خور چپراسیوں اور گھوس خور کلکٹروں کے ساتھ دینا اور اینٹ پتھر کے زینوں اور کاٹھ بانس کی سیڑھیوں کے ساتھ بیان کرنا مناسب ہے؟

جواب

اکثر خطابی مولوی و مجاور وسیلہ کے ثبوت میں ان گھناؤنی مثالوں کو نئے انداز میں بیان کرکے واہ واہ کی داد حاصل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ چپراسی اور کلکٹر کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے ان میں تین اہم خرابیاں ہیں پہلی یہ کہ جن باتوں کی خبر کلکٹر کو نہیں ہوتی ان خبروں کو چپراسی پہونچاتا ہے تو گویا خدا بھی بندوں کے احوال سے باخبر نہیں ہوتا تو پیر و مرشد خبردار کرتے ہیں حالانکہ اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

دوسری یہ کہ کلکٹر شہری نظام میں ملٹری اور پولیس کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں کسی کا محتاج نہیں اگر کوئی کہے کہ بغیر پیروں کے مدد کے اللہ اپنی حکومت نہیں کرسکتا تو یہ بھی کفر ہے۔

تیسری بات یہ کہ کلکٹر ہمیشہ دیگر حکام ارکان سے خائف رہتا ہے کہ کہیں کسی معاملہ میں شکایت کرکے معطل نہ کرادیں مگر اللہ تعالیٰ اس قسم کے خوف و خطر سے بے پرواہ ہے رہی زینہ اور سیڑھی کی تمثیل تو یہ وہی حضرات بتلا سکتے ہیں کہ پہلے زینہ اور ڈنڈہ سے کون پیر مراد ہیں اور آخری زینہ اور ڈنڈہ سے کون ولی مراد ہیں؟ ہم اگر عرض

کریں گے تو شکایت ہوگی۔ اس لئے اللہ رب العزت کی مثال دنیاوی حاکموں اور بیکس بندوں کے ساتھ دینا گناہ کبیرہ ہے چنانچہ حکم الٰہی ہے :

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نحل۔ع۔۱۰)

اللہ کے لئے مثالیں اور کہاوتیں نہ گڑھا کرو اور اللہ جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے۔

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

اب آئیے آیت زیب عنوان کا تیسرا حکم بھی پڑھئے تاکہ تیسرا عمدہ ترین وسیلہ بھی معلوم ہو جائے۔

حکم جہاد ہے

حضرات! یہ اسلام کا ایک مایۂ ناز مسئلہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب میں جہاد نہیں وہ ناقص ہے اور اس کے معنیٰ دین خدا کی بلندی کے لئے سرتوڑ کوشش کرنے کے ہیں اور اس کی فرضیت شرائط کی موجودگی پر ہے اور حکم جہاد تا قیامت رہنے والا ہے۔

فرمان ایزدی ہے :

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط (الحج۔ع۔۱۰)

لوگو! اللہ کے بارے میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین عمل کون سا ہے؟ تو فرمایا۔

اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ — کہ اللہ و رسول پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون ؟

تو فرمایا :

اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بخاری) — راہ خدا میں جہاد کرنا

اس کی دو قسمیں ہیں جیسا کہ ارشاد ہے :

وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الصف-ع-۲) — اور راہ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ارشاد نبوی ہے :

وَجَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ (ابو داؤد) — تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔

فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ نہ جہاد کیا اور نہ اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی کسی شاخ پر مرے گا۔

خلاصۂ کلام

آخر میں پھر ہم آیت وسیلہ کے مفہوم کو باختصار پیش کرتے ہیں تاکہ یاد رہے۔

ارشاد ہے :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور نیک کاموں سے اس کی نزدیکی تلاش کرو اور اس کی

فِی سَبِیلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدۃ ع ۶) راہ میں جہاد کرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

خداوند قدوس نے اس آیت مقدسہ میں تین باتوں کا حکم فرمایا ہے پہلا تقویٰ ہے جس کو اسلام میں تمام چیزوں پر فضیلت حاصل ہے اور وہ ہر چھوٹے بڑے گناہوں بلکہ مشکوک چیزوں سے بھی بچنا ہے۔

دوسرا تلاش وسیلہ ہے اور وہ خطاؤں سے بچکر بذریعہ عبادت خدا کی نزدیکی حاصل کرنا ہے اور اس بات پر جملہ مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے۔ تیسرا حکم جہاد ہے اور وہ اسلام کی بلندی کے لئے پوری کوشش کرنی ہے۔ سچ ہے ؎

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

دیکھئے آیت بالا نے اس بات کا قطعی فیصلہ فرمایا کہ لباس تقویٰ تلاش اسوۂ حسنہ اور جہاد فی سبیل اللہ یہی تینوں حکم الٰہی افضل ترین ذریعۂ بخشش، کفارۂ سیئات اور وسیلۂ نجات ہیں انھیں پر عمل کرنے والوں کے لئے دارین میں کامیابی کی بشارت عظمیٰ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ نازل ہوئی۔ وہ حق سبحانہٗ کی رضامندی کا حصول اور اس کے عذاب سے رہائی ہے جو ہمارا اصل مقصود ہے۔

معزز ناظرین! آیت وسیلہ اور سوال و جواب کے سلسلہ میں جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا وہ بعونہ تعالیٰ کر چکا اب ان دو بہتانوں کی تردید اور تحریف کی تصحیح ضروری ہے۔ جو سائل نے نقل کئے ہیں پہلا یہ کہ وہابی وسیلہ کے قائل نہیں ؎

کس روز تہمتیں نہ ترا شا کئے عدو!
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

سچ پوچھئے تو لہابیوں کے اس قسم کے بہتان اور گھناؤنے پروپیگنڈے مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ دیکھئے اوپر کی تفصیلات سے یہ بات روشن ہے کہ (جماعت اہلحدیث) نہ صرف وسیلہ کے قائل بلکہ اس کی پوری اور سچی حامی بھی ہے اور وہ اللہ و رسول کی کامل اطاعت و پیروی اور اعمال صالحہ کی بجا آوری ہے نہ کہ مزار پرستی۔

دوسرا یہ بہتان کہ وہ بزرگوں کو نہیں مانتے ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

کیسی جسارت ہے کہ خود تو بزرگان دین کی تعلیمات اور ان کے حکموں کے سراسر خلاف اور ان کے مزاروں کو دنیا بھر کی برائیوں اور بدمعاشیوں کا اڈہ بنائے ہوئے ہیں اور شرابیوں بدمستوں کو مجذوب بتاتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث نے اولیاء اللہ اور بزرگ ان لوگوں کو بتایا ہے جو پرہیزگار اور نیکوکار ہوں انھیں کی شان میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (بخاری)

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔

معلوم ہوا کہ صالحین سے عداوت رکھنا انھیں نہ ماننا اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لینا ہے بتایئے کہ جو خدا سے لڑائی لے اس کا کیا حشر ہوگا؟ لہٰذا جماعت اہلحدیث کا یہ ٹھوس عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تحقیر کرنے والا کافر اولیاء و اصفیاء

کی توہین کرنے والا فاسق وفاجر اور عام مسلمانوں کی تخفیف کرنے والا خطا کار ہے اور سنیئے ہمارا تو سلف صالحین کے ساتھ وہی عقیدہ ہے جو صاحب ہدایہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو اسلاف کو برا کہے تو بوجہ فسق اس کی شہادت معتبر نہیں (کتاب الشہادت)

ہم لوگ تمام بزرگوں کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں ان کے اسمائے گرامی باادب و دعائے خیر سے لیتے ہیں اور جس راہ پر چل کر وہ منصب ولایت پر فائز ہوئے اس پر چلنے اور اس کی اشاعت کرنے کو جزو ایمان سمجھتے ہیں ان کی سچی کرامتیں جو برحق ہیں مانتے ہیں اور بزرگوں کے ماننے کا یہی صحیح مطلب ہے اور اگر ان کے ماننے کا یہ مفہوم لیا جائے کہ اللہ کے سوا اہل مزار بھی نظام عالم چلاتے ہیں، اللہ کے سوا اہل اللہ بھی حاجت روا و مشکل کشا ہیں، اللہ کے سوا بزرگان دین بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو بلاشبہ ان مشرکانہ عقائد سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بھلا بتاؤ تو ؎

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

اسی طرح اگر بزرگوں کے ماننے کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ دور و نزدیک سے ہماری پکاروں کو سنتے اور جواب دیتے ہیں اور ان کے مزاروں پر پھول پتی ریوڑی بتاشے چڑھانا کار ثواب ہے تو اس جاہلانہ عقیدہ کا اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں ؎

بتوں سے تجھکو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

تیسری بات آیت کی تحریف ہے۔

آریوں نے کہا تھا کہ مسلمان نماز پڑھتے ہیں حالانکہ قرآن میں ہے :

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ (النساء۔ع۔۷) تم لوگ نماز کے قریب نہ جاؤ۔

انھوں نے آگے کا ٹکڑا "وَاَنْتُمْ سُکَارٰی" کو چھوڑ دیا تھا لیکن ان مزاریوں نے آریوں کو مات کر دیا اور ایک ہی آیت میں چار تحریفیں بیان کر دیں (الامان) غور فرمایئے :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط (البقرہ۔ع۔۱۹) اے مسلمانو! صبر اور نماز سے مدد مانگو۔

پہلی تحریف یہ کہ غلط ترجمہ کے ساتھ آگے کا ٹکڑا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کو چھٹ کر گئے دوسری یہ کہ آیت کریمہ غیر مخلوق کو مخلوق بنا دیا۔

تیسری یہ کہ صبر و صلوٰۃ جو افضل ترین عبادت ہیں ان کو غیر اللہ بنا کر عبادت کے مفہوم سے خارج کر دیا اور چوتھی یہ کہ آیت کو غیر اللہ بنا کر اس پر مکار پیروں کو قیاس کر کے جائز وسیلہ کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بنا دیا (اف اف) سچ ہے ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج فہمی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلبپا کر دیا تو نے

آیت کا ترجمہ و مطلب صاف ہے کہ اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (مددگار) ہے یعنی ان عبادتوں سے خدا کی طرف سے روحانی و جسمانی طاقت عطا ہوتی ہے۔

الحمد للہ

آیت وسیلہ کی تفسیر دوسری آیتوں سے، حدیثوں سے، تفسیروں سے، صحابۂ کرام کے فرمانوں سے اور ائمہ عظام کے فتاوٰں سے روشن ہوگئی کہ وسیلہ صرف نیک ہے ساتھ ہی ساتھ سوالوں کے مسکت جواب اور تہمتوں کے بخوبی ازالے بھی ہو گئے اور وسیلۂ مروجہ مزار پرستی کا بطلان بھی ہوگیا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو اس آیت کریمہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مزار پرستی و دیگر خرافات سے بچائے (آمین)

سلموا یا قوم بن صلوا علی الصدر الامین
مصطفٰی ما جاء الا رحمۃ للعلمین
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ ائمہ سلف اور اتباعِ سنت
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۱۔ تعویذِ محمدی
۱۲۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۳۔ شرک کیا ہے؟
۱۴۔ وہ ایک سجدہ!
۱۵۔ قرآن اور جاہلیت
۱۶۔ توحید کیا ہے؟
۱۷۔ فضائلِ قرآن
۱۸۔ ہدایت وضلالت
۱۹۔ درجات الیقین
۲۰۔ عقیدۂ طحاویہ
۲۱۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۲۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۳۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۲۴۔ محفلِ میلاد
۲۵۔ مسلمان اور قبر پرستی
۲۶۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۷۔ مساجد میں شور وغل
۲۸۔ شرعی طلاق
۲۹۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۰۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۱۔ فلسفۂ قربانی با اصولِ قرآنی
۳۲۔ میں اہل حدیث کیوں ہوا۔
۳۳۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی جود
۳۴۔ خمینی اور تشیع
۳۵۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۳۶۔ حکم النبی بکفر من لایصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۳۷۔ وہم ورسم اور شریعت
۳۸۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۳۹۔ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب
۴۰۔ ماہ ربیع الاوّل اور حب رسولؐ کے مظاہرے
۴۱۔ اہل تصوف کی کارستانیاں
۴۲۔ ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ طوفانِ نوح
۴۴۔ اقوالِ زریں
۴۵۔ تحفۂ صفر
۴۶۔ اسلام میں جرائم کی سزائیں
۴۷۔ پنجسورہ شریف
۴۸۔ قرآنی آیات کا جواب
۴۹۔ مسائل ماہِ ربیع الاوّل
۵۰۔ زینت الصلوٰۃ
۵۱۔ تحقیقِ حرف ض (ضاد)
۵۲۔ بدعت اور سنت میں فرق

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا ہے۔

——— جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا :

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنّم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)